قسط نمبر ۲

عربی زبان کی اہمیت

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، پی ایچ ڈی (لندن) سابق پروفیسر عربی، پنجاب یون

اُردو پر عربی زبان کا اثر

سلطنت مغلیہ کے انحطاط اور مسلمانان ہند کے عام علمی تنزل کے ساتھ ساتھ جب ہند میں فارسی زبان کو زوال آیا اور اُردو نے اس کی جگہ لے لی، تو فارسی زبان کے جانشین ہونے کی حیث اُردو کو فارسی کے بہت سے خصائص میراث میں ملے۔ اس میراث میں عربی الفاظ کا ایک وسیع بھی اس کے حصہ میں آیا۔ عربی زبان کے یہ الفاظ جو براہ راست یا فارسی کے ذریعہ سے اُر آئے ہیں، اردو زبان میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ اُردو بولنے اور لکھنے والوں کو اس با مطلق احساس نہیں ہوتا کہ وہ کسی غیر زبان کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ ایسے عربی الفاظ ہزاروں تک پہنچتی ہے اور ان میں وہ الفاظ و مصطلحات پیش پیش ہیں جن کا تعلق عقائد و سے ہے، مثلاً صوم و صلوٰة، سجدہ، رکعت، رکوع و سجود، زکوٰة، حج، اللہ، رسول، نب ایمان، جمعہ، سجادہ، تسبیح، مسلم، مومن، مسجد، منبر وغیرہ۔ لیکن عربی کا اثر انھی الفاظ و تک محدود نہیں بلکہ ان کا تعلق زندگی کے تقریباً ہر شعبہ سے ہے چنانچہ پاکستان اور ہند کے مسلمان اپنے لئے اکثر عربی نام اور ناموں میں عربی تراکیب اختیار کرتے ہیں، مثلاً بدرا شمس الدین، عبدالحق، عبدالرحمٰن، نصیر احمد، غلام محمدؐ، وغیرہ۔ اسی طرح نسوانی نامور عائشہ، خدیجہ، فاطمہ، جمیلہ، انیسہ، ثمینہ، وسیمہ، امینہ، ساجدہ، طاہرہ بطور مثا کیے جا سکتے ہیں۔

العرض مختلف اقسام کے عربی الفاظ جو اُردو میں مستعمل ہیں ان کا شمار کرنا نہ تو ضروری ہے،
نہ ہی ممکن۔ لہٰذا اتنا کہنا کافی ہے کہ اکثر عربی الفاظ اپنے اصلی معنوں میں صحیح طور پر استعمال
تے ہیں لیکن بعض الفاظ کے مفاہیم و معانی میں قدرے تغیر آ گیا ہے، مثلاً اُردو میں غریب کا
ا نادار اور تہی دست کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ عربی میں یہ لفظ اجنبی اور پردیسی کے
، بولا جاتا ہے جو اپنے وطن سے دُور ہو۔ اسی طرح ہم فقیر کے لفظ کو گداگر اور سوالی کے لئے استعمال
تے ہیں حالانکہ اس کے حقیقی معنے ضرورت مند و محتاج اور نادار کے ہیں۔ اسی طرح غلیظ کا لفظ اُردو
، ناپاک اور گندے کے معنوں میں آتا ہے حالانکہ اس کے معنے عربی میں موٹے، مضبوط اور پختہ
ہیں۔ علاوہ بریں بعض الفاظ ایسے ہیں جو اپنے صیغہ کے لحاظ سے جمع ہیں لیکن اُردو دان ان کو
رد کے طور پر استعمال کرتے ہیں، مثلاً اخبار، اصول، اسامی، حُور وغیرہ۔

العرض اُردو زبان میں عربی الفاظ کی جو کثرت ہے وہ ہمارے لئے بجا طور پر باعثِ تعجب اور
جب حیرت ہے۔ ان میں بعض ایسے الفاظ بھی ہیں مثلاً رحلت، مرحلہ، منزل، مقام، محل،
ل، ورود و صدور وغیرہ جو دراصل اہلِ بادیہ کی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن اب
نے منشاء و مولد سے ہزاروں میل دُور شہری آبادیوں میں بلا تکلّف مستعمل ہیں لیکن یہ سارا کرشمہ
سلام اور اسلامی ثقافت کا ہے جس کے دوش پر یہ الفاظ دُور دراز ملکوں میں جا پہنچے ہیں۔ اور
وسری زبانوں کے لئے باعثِ زینت اور موجب تقویت ہیں۔ جس قدر کوئی شخص عربی اور فارسی
بانوں اور ان کے ادبیات و اسالیبِ بیان سے زیادہ واقف ہو اسی نسبت سے وہ شستہ اُردو لکھنے
ور اعلیٰ درجہ کا پاکیزہ ادب پیدا کرنے پر قادر ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوستان میں سر سیّد احمد خان،
محمد ذکاء اللہ خان، حافظ نذیر احمد خان، مولانا محمد حسین آزاد، خواجہ الطاف حسین حالی، علامہ
شبلی نعمانی اور ابوالکلام جیسے باکمال ادباء پیدا ہوئے تھے۔

سندھی زبان پر عربی کا اثر

ہندوستان کی جتنی پراکرت بولیاں ہیں ان میں سے سندھی پر عربی زبان کا اثر غالباً سب سے زیادہ
قدیم اور سب سے زیادہ گہرا ثابت ہوا ہے۔ عربوں کی فتح کے بعد سندھ کے اکثر باشندوں نے نہ صرف
فاتحین کا مذہب قبول کر لیا تھا، بلکہ اپنی زبان کے لئے ان کا رسم الخط بھی اختیار کر لیا تھا۔ چند حروف

کے مخارج سندھی کے ساتھ مخصوص تھے۔ ان کے ادا کرنے کے لئے عربی رسم الخط میں قدرے
کر دی گئی۔ مذہب اسلام اور سلطنت عرب دونوں کے اثر سے بہت سے عربی الفاظ سندھی
میں داخل ہو گئے اور عربوں کے بعد جب سندھ میں عجمی حکمرانوں کا دور آیا تو ان عجمیوں کی
میں بھی بہت سے عربی الفاظ پہلے ہی سے موجود تھے۔ اس لئے عجمی فرمانرواؤں کی آمد سے
لسانی اثرات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، بلکہ اسلامی محرکات اور تصورات کے استمرا
عربی کے لسانی اور ادبی اثرات بدستور کارفرما رہے۔

سواحلی زبان پر عربی کا اثر

جب عربوں نے اسلامی عہد میں افریقہ کے مشرقی ساحل پر اپنی نو آبادیاں مثلاً مقدیشو،
کلوا اور موزمبیق قائم کیں اور مقامی بانتو قوم کی عورتوں سے بکثرت شادیاں کیں تو ان دو
قوموں کے باہمی اختلاط سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی جو اس بناء پر سواحلی کہلائی کہ وہ پہلے
ساحلی علاقوں میں نمودار ہوئی تھی۔ بعدازاں یہی زبان ساحلی علاقوں کے علاوہ اندرون ملک
بھی پھیلتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ تمام مشرقی افریقہ کی ایک عام فہم زبان بن گئی، چنانچہ سوا
آجکل مشرقی افریقہ کے پانچ کروڑ انسانوں کی تقریری اور تحریری زبان بن چکی ہے۔ گزشتہ
صدی میں متعدد مغربی علماء نے اس زبان اور اس کے ادب کا بغور مطالعہ کیا ہے جس
پتہ چلتا ہے کہ سواحلی اگرچہ اپنی صرفی نحوی ترکیب کے لحاظ سے ایک افریقی زبان ہے، لیکن اس میں
عربی الفاظ کی کثرت ہے اور اس زبان میں جو ادب پیدا ہوا ہے، اس کے موضوعات اور اسالیب
بیشتر عربی اور اسلامی آداب سے ماخوذ ہیں۔ ہم اپنے قارئین کے سامنے بطور نمونہ سواحلی زبان کا ا
چھوٹا سا جملہ "ممی نساؤ" پیش کرتے ہیں جس کے معنے ہیں "مجھے مت بھولیئے"۔ نسیان اور نساؤ میں
مشابہت ہے وہ بیان کی محتاج نہیں۔

مغربی زبانوں پر عربی کا اثر

عربی کا اثر مشرقی زبانوں تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے بہت سے مغربی ملکوں خصوصاً
فرانس، اطالیہ، انگلستان اور جرمنی کی زبانوں اور ان کے ادبیات کو بھی کم و بیش متاثر کیا ہے
میں سے بعض ملک تو صدیوں تک عربوں کی حکومت میں رہ چکے ہیں اور وہاں کی زبانوں کا

زات کو قبول کرنا ایک طبعی امر تھا، لیکن ان کے علاوہ بعض ایسے ممالک بھی ہیں، جہاں عربی حکومت قدم نہیں پہنچا، لیکن علمی اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے وہاں کی زبانوں میں بھی بہت سے عربی ناظ داخل ہو چکے ہیں اور وہاں کے ادب میں بھی عربی ادب کے نمایاں اثرات موجود ہیں۔

اندلس کی زبان پر عربی کا اثر

عربوں نے اندلس یعنی سپین پر آٹھ سو سال تک حکومت کی ہے۔ عربی حکومت کے اس طویل ور میں اندلس کے مختلف طبقات میں مختلف اغراض سے متعدّد زبانیں مستعمل رہی ہیں:-

۱۔ اوّلاً وہاں عربی زبان رائج تھی جو حکمرانوں کی قومی اور سرکاری زبان تھی۔ اس کے علاوہ عربی مذہبی اور علمی حیثیت بھی رکھتی تھی۔ اندلس کے مسلمانوں نے عربی زبان میں نہایت وقیع ادبی اضافہ کیا ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں۔ اور جس میں دینی اور دنیوی علوم کا بہت بڑا[1] ذخیرہ موجود ہے۔ عربی زبان کا علم صرف عربوں تک محدود نہ تھا بلکہ ملکی ضروریات اور علمی و ادبی اغراض کے لئے عیسائی رعایا میں بھی عربی زبان خاصی مروّج اور مقبول تھی۔

۲۔ قرونِ وُسطیٰ میں لاطینی زبان مغربی یورپ کی تمام اقوام کے لئے ایک مذہبی اور علمی زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ سپین کے عیسائی بھی اسے مذہبی رسوم و عبادات کے لئے کام میں لاتے تھے لیکن لاطینی کا علم اندلس کے عیسائی علماء اور مذہبی پیشواؤں تک محدود تھا۔

۳۔ اندلس کے عام عیسائی لوگ ایک مقامی زبان بولتے تھے۔ چونکہ یہ بولی لاطینی یعنی رومیوں کی زبان سے ماخوذ تھی اس لئے رومانی بولی ROMANCE کہلاتی ہے۔ یہی زبان جب عربی حکومت کے زوال کے بعد سرکاری زبان قرار پائی اور تمام اسپین میں رائج ہو گئی تو ہسپانی (SPANISH)

---

[1] مشہور اندلسی مستشرق پروفیسر پالینتھیا (PALENCIA) نے اندلس کے عربی ادب کی ایک مختصر لیکن جامع تاریخ HISTORIA DE LA LITERATURA ARABIGO-ESPANALA کے عنوان سے لکھی تھی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۸ء میں اور دوسرا ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا تھا مصری فاضل حسین مونس نے اسے "تاریخ الفکر الاندلسی" کے عنوان سے ہسپانی سے عربی میں منتقل کر دیا ہے۔ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۵ء

زبان کے نام سے مشہور ہوئی اور جب سپین کے لوگوں نے جنوبی امریکہ فتح کیا تو یہ زبان و
اکثر ملکوں میں رائج ہو گئی اور اب اس کا شمار انگریزی اور فرانسیسی کے ساتھ دنیا کی عالمگیر ،
میں ہوتا ہے۔

مستعربین لیکن یہاں ہمارا موضوع عربی زبان اور اندلس میں اس کے ہمہ گیر اثرات
ہم پیشتر اشارہ کر چکے ہیں۔ اندلس میں عربی کا استعمال عربوں تک محدود نہ تھا بلکہ ان کی عیسائی
(جس کو کامل مذہبی آزادی اور ترقی کے تمام مواقع میسّر تھے) عربی زبان اور اس کے نفیس
جادو سے مسحور ہو چکی تھی۔ یہ عیسائی لوگ جو بہت حد تک عربی تمدن اختیار کر چکے تھے، مُ
(MOZARABES) کہلاتے تھے اور اپنی قومی بولی یعنی ROMANCE کے علاوہ
میں بھی خاصا درک رکھتے تھے اور عربی ادب کو بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے تھے۔ چنا
کا بشپ الوارو (ALVARO) ان کے بارے میں بڑی دل سوزی کے ساتھ شکایتاً لکھ
"میرے مسیحی بھائی عربی اشعار اور حکایات سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور مسلمان علماء ا
کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں، اس نیت سے نہیں کہ ان کی تردید کریں بلکہ اس ارادے سے کہ و
صحیح اور شستہ طرزِ اداء سے آشنا ہو سکیں۔ آج کل ہماری کتب مقدسہ کی لاطینی تفاسیر کا
کہاں ملتا ہے، اور ایسے لوگ کہاں ہیں جو اناجیل اور انبیاء کے صحف کا مطالعہ کرتے ہوں۔ اف
مقام ہے کہ تمام عیسائی نوجوان جو اعلیٰ قابلیت کے مالک ہیں، عربی زبان اور ادب کے سوا
ادب سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ عربی کتابیں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ او
اپنے کتب خانوں کے لئے زرِ کثیر صرف کر کے حاصل کرتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ یہ لٹر
تحسین کے لائق ہے۔ اس کے برعکس اگر ان کے سامنے مسیحی کتابوں کا ذکر کیا جائے تو وہ حقا
جواب دیں گے کہ اس قسم کی کتابیں ان کی توجہ کے لائق نہیں ہیں۔ افسوس کہ مسیحی اپنی زبا
بھول گئے ہیں اور ہزار میں سے بمشکل ایک شخص ایسا ملے گا جو معقول قسم کی لاطینی میں اپنے د
کے نام معمولی سا خط بھی لکھ سکے۔ لیکن اگر عربی کی قابلیت پوچھے تو بہت سے ایسے اشخاص ملیں
نہایت خوبی سے فصیح و بلیغ عربی میں اپنے خیالات ادا کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس زبان میں ایسی عم
شاعری کرتے ہیں کہ خود عرب بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکیں۔"

یہ عین ممکن ہے کہ بشپ مذکور نے کسی حد تک مبالغہ سے کام لیا ہو لیکن اس امر میں کچھ شک نہیں
۔ اندلس کے عیسائی عربی تمدن سے بے حد متاثر ہو چکے تھے اور وہ عربی ادب کو بڑے ذوق و شوق
سے پڑھتے تھے۔ ان حالات میں سپین کی زبان کا عربی سے متاثر ہونا ایک طبعی امر تھا، چنانچہ عربوں کے
طویل عہد حکومت میں عربی زبان نے ملک کی مقامی بولی پر گہرا اثر ڈالا اور اس میں عربی کے سینکڑوں
الفاظ داخل ہو گئے جن کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے تھا۔ چنانچہ یہ الفاظ مختلف نوعیت کے ہیں لیکن
اس موقع پر بطور مثال صرف چند انواع الفاظ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

سپین کی زبان میں جو عربی الفاظ دخل پا چکے ہیں ان میں مقامات کے نام بھی شامل ہیں۔ چنانچہ
وہاں کے بہت سے شہروں، قصبوں، قلعوں، دریاؤں اور ٹیلوں کے ناموں میں ان کی عربی اصل
صاف عیاں ہے۔ مثلاً چند مقامات کے حسب ذیل اسماء ملاحظہ فرمائیے:۔

وادی الکبیر	GUADALQUIVIR	وادی الحجارہ	GUADALAJARA
جبل طارق	GIBRALTAR	طرف الغار	TRAFALGAR
المریّہ (لائٹ ہاؤس)	ALMERIA	قلعہ ایّوب	CALATAYUD
الحمراء	ALHAMBRA	جنّۃ العریف	GENERALIFE
القصر	ALCAZAR	الرملہ	LA RAMBLA
البُحیرہ	ALBUFERA	سُوق الدّواب	ZOCODOVER
القنطرہ	ALCANTARA		

عربوں نے دنیا پر جو احسانات کئے ہیں، ان میں ایک احسان اس نوعیت کا ہے جس کا مروّجہ
کتب تاریخ میں بہت کم ذکر آتا ہے۔ وہ جس ملک میں گئے ہیں انھوں نے وہاں نہ صرف عدل گسترانہ
نظامِ حکومت قائم کیا، بلکہ وہاں نئی صنعتوں اور نئے پودوں اور درختوں کی کاشت کو رواج
دے کر وہاں کی قدرتی دولت اور ذرائع معیشت میں ہمیشہ کے لئے ایک بیش بہا اضافہ کر دیا
ہے۔ مثلاً عربوں نے مصر میں اپنی حکومت کی ابتداء ہی میں گنّے کی کاشت کو رواج دیا تھا جس
سے مصر میں قند سازی کی صنعت نے بڑا فروغ پایا۔ بعد ازاں انھوں نے بلاد السودان میں کپاس
کی کاشت کا آغاز کیا۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا کے جزائر سے قرنفل یعنی لونگ لائے اور زنجبار

ہیں اس کی کاشت شروع کی جہاں وہ آجکل باشندوں اور حکومت دونوں کی آمدنی کا بہ
ذریعہ ہے۔ نیز انھوں نے جنوبی ہند کی پہاڑیوں میں قہوہ یعنی کافی کے پودے کی کاشت کو ر

عربوں نے اسی طرح سپین میں بھی چند صنعتوں مثلاً کاغذ سازی کو جاری کیا اور بہت
پودوں، سبزیوں اور درختوں کی کاشت کو رواج دیا، جس سے اندلس رشکِ گلزار بن گ
کی خوش حالی میں بے اندازہ اضافہ ہوا۔ ہسپانی زبان کے ذیل کے چند الفاظ ان اشیاء ک
دیتے ہیں جو عرب اندلس میں لائے تھے:۔

قُطن (کپاس)	ALGODON	نارنج (نارنگی)	NJA
سُکّر (یعنی شکر)	AZUCAR	زعفران	RAN
قرطاس (کاغذ سازی کے سلسلہ میں)	ALCARTAZ		

اندلسی عربوں کی زراعت اور کاشت کاری کے ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انھو
میں TERRACE - AGRICULTURE کو رواج دیا تھا، اور اس طریقہ سے ملک کی خو
میں اضافہ کیا تھا۔ یمن کی پہاڑیوں میں نہایت قدیم زمانے سے عرب کاشت کاروں نے ڈھلا
تراش کر اور پتھر کے پشتے باندھ کر ہموار کھیت بنا رکھے تھے۔ جب یمنی عرب اندلس میں آباد
انھوں نے اپنے نئے وطن میں بھی اس TERRACE-AGRICULTURE کو رواج دیا
ملک کی زراعت نے خوب فروغ پایا۔

اندلسی عربوں کو موسیقی کے ساتھ جو گہرا شغف رہا ہے اور ان کی موسیقی نے سپین ک
جو گہرا اثر ڈالا ہے، اس کی وجہ سے موسیقی کے متعدد آلات کے عربی نام سپین کی زبا
تک مروّج ہیں۔ مثلاً

رَباب	RABEL	العُود	
البُوق	ALBOQUE	طنبُور	
صَنج	SANAJA	الغیط	AC - PIPE)
قیثارہ	GUITARRA		

اسی طرح مختلف صنعتوں اور دستکاریوں کے متعلق سپین کی موجودہ زبان

لفاظ پائے جاتے ہیں جو عربی الاصل ہیں، لیکن ان کا اندراج موجب تطویل ہوگا۔ تاہم ان الفاظ کا تعلق فنّی یا صنعتی الفاظ تک محدود نہ تھا بلکہ ان کا تعلق روزمرّہ کی عام زندگی کے ساتھ بھی تھا۔ مثلاً

ناعُورہ (دولاب)	NORIA	سُطَیحہ (چھت، سطح کا مصغّر)	AZOTEA
القبہ (خواب گاہ)	ALCOBA	الخزانہ (بمعنی نعمت خانہ)	ALACENA
طبق	TABIQUE	قباء	GABÂN (OVER-COAT)
اَلبنّاء (معمار)	ALBAÑIL	المخزن	ALMACÉN (STORE)
فلاں	FULANO	البشارت	ALBRICIAS
البُرنس	ALBORNOZ	الجبّہ	ALJUBA
صابون	JABON	الکافور	ALCANFOR
طاحونہ (چکی)	TAHONA	انشاء اللہ	OJALA
حمُولہ (تعویذ)	AMULET	المخدّہ	ALMOHADA (PILLOW)
القائد	ALCALDE (MAYOR)	حتّٰی (یہاں تک کہ)	HASTA
تعریف	TARIFA	المحتسب	ALMOTACÉN (INSPECTION)

عربی الاصل ہسپانی الفاظ کی مزید بحث کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر ڈوزی اور اینگلمان کی لغت جس کا عنوان حاشیہ میں درج ہے[1]

فرانسیسی زبان پر عربی کا اثر

اندلس کی فتح کے بعد عربوں نے ۹۹ھ میں فرانس پر فوج کشی کی اور چند سالوں کے اندر جنوبی فرانس کے اکثر شہروں اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ طورش (TOURS) کی جنگ میں (۱۱۴ھ / ۷۳۲ء) شمال کی طرف ان کی مزید پیش قدمی رک گئی، لیکن ان کی فتوحات کا رُخ

---

[1] DOZY ET ENGELMANN : GLOSSAIRE DES MOTS ESPAGNOLS ET PORTUGAIS DERIVE DE L'ARABE. 2ND EDITION. LEIDEN, 1869

مشرق کی طرف پھر گیا۔ حتیٰ کہ ان کے قدم کوہستان الپس تک جا پہنچے۔ طورش کے معرکہ میں
مٹ بھیڑ فرینک (FRANKS) قوم سے ہوئی تھی۔ عربوں نے ان کو افرنج اور ان کے ملک
کہا ہے۔ عربوں کے ہاں لفظ افرنج کے استعمال کا یہ پہلا موقع تھا اور یہی وہ لفظ ہے جس نے عج
کے ہاں فرنگی کی صورت اختیار کی ہے۔ ابتداءً میں افرنج یا افرنگی کا اطلاق صرف اہل فرانس پر
لیکن بعدازاں اس کے استعمال میں عمومیت آگئی اور تمام یورپ کو بلالحاظ ملک و ملّت افرنج
کہنے لگے۔

اگرچہ فرانس میں عربوں کی حکومت کو دوام حاصل نہ ہو سکا لیکن بعد کے زمانے میں ا
کو عربوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے سابقہ رہا ہے۔ صلیبی جنگوں میں فرانس والوں نے بڑ
کر حصہ لیا تھا اور شام اور فلسطین میں سیاسی اور ثقافتی لحاظ سے خاصا اثر و رسوخ حاصل
تھا۔ نیز مختلف اسلامی ملکوں کے ساتھ صدیوں سے ان کے سفارتی تعلقات قائم رہے ہیں۔
علاوہ شمالی افریقہ کے بعض حصّوں پر فرانس نے ڈیڑھ سو سال تک حکمرانی کی ہے اور ہزارا
آبادکار (COLONISTS) الجزائر میں ایک مدت تک سکونت پذیر رہے ہیں۔ اندریں
امر باعثِ تعجب نہیں کہ سیاسی، تجارتی اور علمی روابط کی وجہ سے فرانسیسی زبان میں سی
عربی الفاظ پائے جاتے ہیں، جو عالم عرب کے ساتھ فرانس کے گوناگوں تعلقات کی غمازی کر

ذیل میں چند فرانسیسی الفاظ بطور مثال درج کئے جاتے ہیں جن کی اصل عربی ہے۔

امیر البحر	AMIRAL	بارجہ	E
بدوّیین	BEDOUINS	حشیشیین	SINS
دارالصناعہ	ARSENAL	المناخ	CH (CALENDAR)
الرطل	ARRATEL	کافور	RE
صابون	SAVON	ترجمان	AN
غزال	GAZELLE	لیمون	
منارہ	MINARET	مولّد	E
نیلوفر	NENUFAR	ببغاء	KIND OF PARROT)

RAME (REAM OF PAPER)	رزمہ	MUSC	مک
TASSE (A CUP)	طست	REBEC	اب

عربی الاصل فرانسیسی کلمات کی مزید بحث کے لئے ناظرین کرام ان مصادر کی طرف رجوع فرمائیں ن کے عنوان حاشیہ میں مندرج ہیں[1]

اطالوی زبان پر عربی کا اثر

عربوں نے اندلس کے علاوہ ڈھائی سو سال تک صقلیہ (سسلی) پر بھی حکومت کی تھی اور س جزیرہ کو اپنا مرکز بنا کر انھوں نے جنوبی اٹلی میں بھی پیش قدمی کی تھی اور اس کے ایک وسیع لاقے کو مدت تک اپنے تسلط میں رکھا تھا۔ جب نارمن قوم نے صقلیہ میں عربوں کی حکومت کا خاتمہ کر یا تو عربوں کا ثقافتی تسلط و تفوق عرصۂ دراز تک وہاں بدستور قائم رہا اور نارمن حکمران، جو ربی تہذیب و تمدن سے بےحد متاثر تھے عرب علماء و فضلاء کی سرپرستی کرتے رہے، چنانچہ شریف درلیسی نے اپنا مشہور عالم جغرافیہ نارمن فرمانروا روجر ثانی ہی کی فرمائش پر تالیف کیا تھا۔ بعد ازاں جب وینس اور جنوآ کی ریاستوں نے فروغ پایا تو صدیوں تک عربی ملکوں کے ساتھ ان کے تجارتی علقات قائم رہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تمام علوم و فنون جو قرونِ وسطیٰ میں صرف عربوں ہی کے ہاں رائج تھے، اندلس کے علاوہ صقلیہ اور اٹلی ہی کے راستہ سے یورپ میں پہنچے تھے اور اہل یورپ کی ذہنی بیداری اور نشاۃ ثانیہ (مغربی مورخین کے الفاظ میں: RENAISSANCE) کا ظہور سب سے پہلے اٹلی اور سسلی ہی کی سرزمین میں ہوا تھا۔

مذکورہ بالا وجوہ سے بہت سے عربی الفاظ وقتاً فوقتاً اٹلی کی زبان میں داخل ہوتے رہے ہیں اور ان میں سے اکثر اٹلی والوں کے ہاں اب تک رائج ہیں۔ اس قسم کے چند الفاظ بطور مثال ملاحظہ فرمائیے:-

---

(1) M DEVIC: DICTIONNAIRE ETYMOLOGIQUE DES MOTS FRANCAISES DERIVES DE L'ARABE. PARIS, 1876.

(2) H. LAMMEN: REMARQUES SUN LES MOTS FRANCAISE DÉRIVÉS DE L'ARABE. BAYROUT, 1890.